قرآنِ حکیم کے لفظی و معنوی حقوق
(۲)
تلاوت، فہم، عمل

(جناب خواجہ سید محمد علی شاہ صاحب اسحاقی رحمانی سہارن پوری)

قرآنِ مبین ان اصحاب کے سامنے نازل ہوا۔ ان کی زبان میں اور ان کے محاورات پر نازل ہوا۔ اور ان کے لئے نازل ہوا۔ اور پھر ان ہی کے ذریعہ اور واسطہ سے سلسلہ بہ سلسلہ ہر قرن اور صدی میں ایک سے دوسرے تک پہنچا۔ قرآنِ حکیم کی آیات، اس کے احکام، اوامر و نواہی اخلاقیات و معاملات، بصائر و عِبر جملہ امورِ تنزیل کے اولین مخاطب یہی اہلِ لسان اور اہلِ عرب ہیں، اور دوسرے جو کوئی بھی ہوں، اور جب کبھی کلی ہوں ان ہی کے واسطہ سے قرآن پاک کے مخاطب بنے ہیں۔

گویا حضرات صحابہ جو قرآن و علوم و اعمال قرآنی کے اولین مخاطب اور آشنا ہیں، درمیانی ذریعہ اور واسطہ ہیں اور قرآنی سلسلہ کے اولین رابطہ ہیں۔

انھوں نے قرآن حکیم کو جس طرح سُنا، جانا، سیکھا، پڑھا، یاد کیا، محفوظ رکھا اور عمل ہوتے دیکھا، بلا نقص و زیادت اور بغیر تبدل و تغیر اسی طرح تلاوت کیا۔ پڑھ کر سُنایا، سکھایا یاد کرایا اور خود اس پر عمل کیا اور اپنے زمانہ کے لوگوں کے سامنے نقل کیا اور اپنے بعد والوں کو پہنچایا اور عمل کرکے دکھلایا اور ختمِ رسالت کے منصب تبلیغ اور حق صحابیت کو کما حقہ دیانتداری و راستبازی کے ساتھ ادا کیا۔

صحابہ سے تابعین نے، اور تابعین سے تبع تابعین اور ان سے مابعد کے علمائے قرآن و تفسیر نے سلسلہ بہ سلسلہ کلامِ رب کے نظم و معانی اور آیات و مفاہیم کو تواتر کے ساتھ نقل

کیا اور الحمد للہ کہ اس سلسلہ کا علمی تواتر اور عملی توارث زمانہ کے ہر دور میں نزول قرآن کے ابتدائی زمانہ سے اسی طرح قائم و جاری رہا اور رہتی دُنیا تک ہمیشہ رہے گا تا وقتیکہ روئے زمین پر صدق دل سے اللہ اللہ کرنے والا کوئی متنفس باقی رہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشاں است		خم و خمخانہ با مہر و نشان است

قرآنِ پاک کے نظم و معانی دونوں منجانب اللہ ہیں۔ اس کی حفاظت و صیانت اور تدوین و ترتیب اور بیان و تفہیم سب خدا ہی کے ذمہ ہے اور اسی کا کام ہے جس کا یہ کلام ہے۔ قرآن کریم شروع سے آخر تک "الحمد للہ" سے "من الجنۃ والناس" تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے آیتوں اور سورتوں کی اسی موجودہ ترتیب کے ساتھ آپ کے صحابہ کو پہنچا۔

قرآنِ حکیم کے نزول کی نسبت درمنثور میں دو روایتیں ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت یہ ہے کہ ماہ رمضان میں تمام قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر بیت العزت یا بیت المعمور میں رکھا گیا۔ پھر وہاں سے مدت نبوت یعنی ۲۳ سال میں نجماً نجماً حسب مواقع و حوادث نازل ہوا۔

دوسری روایت ابن جریجؒ کی ہے کہ جتنا حصّہ قرآن مجید کا سال بھر میں نازل ہوتا وہ ایک بار ہی رمضان کی لیلۃ القدر میں آسمان دنیا پر اُتار دیا جاتا اور پھر وہاں سے نجماً نجماً سال بھر میں اُترتا رہتا تھا۔ ہر سال اسی طرح سے ہوتا تھا۔

جب وحی نازل ہوتی۔ اور جبریل علیہ السلام قرآن پاک کی آیتیں یا سورتیں لے کر آتے تو اس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی بتلا دیتے کہ اس سورت کا موقع کیا ہے۔ اور یہ سورت کون سی سورت کے بعد یا قبل کی ہے۔ علیٰ ہذا یہ آیت کون سی سورت کی ہے اور کس آیت کے بعد یا کس آیت سے پہلے کی ہے۔

اور سالانہ دستور یہ تھا کہ رمضان شریف کے مہینہ میں حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف کا دور کیا کرتے اور جس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا ہے اس سال دو مرتبہ پورے قرآن شریف کا دور ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس قرآن پاک کی اسی موجودہ ترتیب پر جو ہمارے سامنے ہے تلاوت فرمایا کرتے تھے یہ ترتیب نزولی نہیں یعنی نزول قرآن کریم کے اعتبار سے نہیں بلکہ توقیفی ہے اور شارع علیہ السلام کی جانب سے ہے اور لوح محفوظ کی کتابت کے مطابق ہے۔ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ۔

اوس بن حذیفہ ثقفی کی مرفوع روایت ہے کہتے ہیں کہ میں اپنے قبیلہ ثقیف والوں کے اس وفد میں جو اسلام لانے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے موجود تھا۔ صحابہ نے ہمیں مغیرہ ثقفی کے پاس ٹھہرایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات میں ہمارے پاس آتے۔ عادت شریف یہ تھی کہ ہر شب عشاء کے بعد تشریف لاتے اور گفتگو فرماتے اور اکثر ان واقعات کا ذکر فرماتے جو آپ کے اور قریش کے درمیان پیش آتے ایک رات آپ ذرا دیر سے آئے میں نے عرض کیا کہ آج آپ کے آنے میں دیر ہوئی آپ نے فرمایا کہ ہاں دیر اس لئے ہوئی کہ مجھے قرآن پاک کی منزل تلاوت کرنا تھا۔ منزل پورا کرنے سے پہلے میں نے پسند نہ کیا کہ باہر نکلوں اس پر ہم نے صحابہ سے پوچھا کہ آپ لوگ کس طرح قرآن شریف کی منزلیں کرتے ہیں۔ صحابہ نے تبلایا کہ ہم قرآن کی منزلیں اس طرح کرتے ہیں اور یہی سات منزلیں جو موجودہ قرآن میں ہیں تبلائیں۔ اول تین سورتیں۔ پھر پانچ سورتیں۔ اس کے بعد سات سورتیں۔ پھر نو سورتیں پھر گیارہ سورتیں اور پھر تیرہ سورتیں اس کے بعد مفصل کی منزل یعنی سورۃ قٓ سے آخر قرآن تک۔ یہی سات منزلیں ہیں جو موجودہ قرآن میں پائی جاتی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ آیتوں اور سورتوں کی طرح قرآن پاک کی منزلوں کی ترتیب بھی (تلاوت کے لئے) توقیفی یعنی شارع علیہ السلام کی جانب سے ہے۔

قرآن پاک کی جمع و ترتیب بذریعۂ وحی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارک ہی میں فرمائی تھی۔ جبریل علیہ السلام قرآن پاک کی آیتوں اور سورتوں کے ساتھ ان کی ترتیب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلاتے تھے۔

اسی ترتیب پر اول سے آخر تک مکمل کتاب سارا قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے سامنے تلاوت کیا۔ اُن کو سُنایا۔ پڑھایا۔ لکھوایا۔ یاد کرایا۔ پڑھوا کر سُنا خود اس پر عمل کیا اور اپنا قرآنی نمونۂ عمل اور اسوۂ حسنہ ان کے سامنے پیش کیا اور ان سے عمل کرا صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی اسی موجودہ ترتیب وتالیف کے سا جو وحی کے ذریعہ دی گئی تھی قرآن پاک کو اپنے سینوں اور دماغوں میں جگہ دی۔ حفظ اور برزبان یاد کیا۔ اور لکڑی، پتھر، کاغذ وغیرہ متفرق چیزوں پر لکھا۔ ان متفرق اشیاء اور صحابہ کے یادداشت اور حافظہ سے حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول نے ایک صحیفہ میں لکھوا کر جمع کیا جس کو مصحف صدیقی کہا گیا اور پھر حضرت عثمان رضؓ خلیفہ ثالث نے اس سے متعدد نقلیں کرا کر اقطار ارض میں شائع کیں جو بیاض عثمانی کہلائیں۔ اور یہ سب کام صحابہ کے اتفاق اور مشورے سے انجام پایا۔ اور تمام اُمت نے اس کو قبول کیا۔

قرآن کریم خود اس امر کا دعویدار ہے کہ اس کی جمع و ترتیب، تلاوت و قراءت، ذکر و بیا فہم و تفہیم جو کچھ ہے سب کچھ منجانب اللہ ہے۔

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ، إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ، فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ، ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ
إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۔ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُّبِينٍ
وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (نحل)

ان آیات سے واضح ہے کہ قرآن مجید کی تدوین و ترتیب، اس کی قرأت و تلاوت بیان و تفسیر اور حفاظت و نگہداشت خدا ہی کے ذمہ ہے اور اسی کا کام ہے جس کا یہ کلام ہے ان امور میں انسان اور اس کے دماغی رنج و کاوش اور کاہش و کوشش کو کچھ دخل نہیں۔ آنحضر صلی اللہ علیہ وسلم کا ان امور میں کوئی دخل نہیں اور نہ صحابۂ کرام اور ان کے بعد تابعین کا رضی اللہ عنہم اجمعین، بلکہ ان تمام امور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ پہلے اتباع کا ہے اور پھر تبلیغ کا۔ اور یہی منصب آپ کے بعد آپ کے صحابہ اور پھر تابعین کو اور اس کے بعد ہر قرن اور ہر صدی

میں سلسلہ بہ سلسلہ آپ کی اُمت کو ملا اور یہی دور تا قیامت چلتا رہے گا۔

آیات قرآنی میں حسن ترتیب

قرآنِ عزیز کلام رحمٰن اور معجزۂ رسول ہے اُس کی ہر آیت سیاق و سباق اور ماقبل و مابعد کے لحاظ سے نہایت مرتب، مربوط اور مسلسل و منضبط ہے۔ گو بظاہر ایک غیر مرتب، منتشر اور متفرق و غیر مرتبط مضامین کا مجموعہ معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقتاً اگر قرآن کریم میں سورۂ فاتحہ سے سورۃ الناس تک آیتوں میں بھی اور سورتوں میں بھی جو نظم و ربط، اتساق و تسلسل، ترتیب و ترصیف اور تنسیق و اتصال ہے وہ ایک خاص موزونیت، تجاذب اور حسن تناسب و جاذبیت اپنے اندر رکھتا ہے جس کا اہل لسان اور زباندان اہل ذوق ہی ادراک کرتے اور کر سکتے ہیں۔

امام فخر الدین رازیؒ کا قول ہے کہ قرآنِ پاک کے لطائف و غرائب زیادہ تر آیتوں اور سورتوں کی ترتیب اور نظم و ربط میں مخفی و مستور ہیں۔

القرآن کلہ بعضہ متصل ببعض۔ تسلسل و اتصالِ لفظی کے ساتھ ربطِ مفاہیم اور ترتیبِ مضامین کے لئے کلیہ قاعدہ کے طور پر مسلمہ اصول کی صورت میں قرآن پاک پر صادق آتا ہے۔

آیات قرآنی کا تکرار اور اعادہ

اور جن معانی و مضامین کا بظاہر قرآن کریم میں بار بار اعادہ اور تکرار معلوم ہوتا ہے وہ درحقیقت تدریجی روابط و مناسبات اور معدات و محرکات ہیں جو تہیج ذوق اور استقرار فی الذہن کے لئے اور عملی و علمی قویٰ و مناشی کو حرکت میں لانے کے لئے خالقِ فطرت متکلمِ ازلی قدیم نے اپنے اس سرتاپا ہدایت نورانی پاک کلام میں ودیعت و مرکوز فرمائے ہیں۔

چونکہ قرآن کریم انسان کے دل و دماغ اور عقل و وجدان دونوں سے اپیل کرتا ہے اس لئے اس کا یہ طرزِ بیان فطرتِ انسانی کی سذاجت اور سادگی کے ابھارنے اور اُجاگر کرنے اور اُس کے نقش و نگار کی آرائش کرنے کے لئے قدرت کی حکمتِ بالغہ کا ایک نمونہ ہے وللہ المثل الاعلیٰ ولیس کمثلہ شئی۔

قرآن پاک کی قطعیت، معنیٰ خیزی اور اظہارِ مطالب میں کاملیت و عدم احتیاج قرآن کریم

ایک قطعی الثبوت چیز ہے۔ اپنے ثبوت میں کسی خارجی دلیل کا محتاج نہیں۔ نقلِ متواتر کے ساتھ اپنے زمانۂ نزول سے آج تک منقول ہونا اس کے یقینی اور قطعی ہونے کی کافی دلیل ہے۔ اس پر مزید ادلہ قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔

اس کی سورتوں کی مجموعی تعداد باتفاق و اجماعِ امت ایک سو چودہ اور اس میں مشہور قول کی بنا پر چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں ہیں۔

یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ
تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ

قرآن کریم اپنے معانی و مطالب کے اظہار کے لئے خود ہی کافی ہے۔ ھٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ
وہ یہ بھی کہتا ہے کہ میں کوئی خبط بے ربط کلام نہیں ہوں۔ قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ
اور کوئی اَن بوجھی چیستان یا معمّٰی نہیں ہوں۔

میں ہر شخص کو اس کے علم و عقل کے مطابق سمجھ میں آنے والا ہوں اور سمجھ میں آسکتا ہوں میں غور و فکر کئے جانے کے قابل کتاب ہوں (اور میرے اندر کوئی ایسی بات نہیں ہے جو کسی کی سمجھ میں نہ آئے) أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ   وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ
وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ

قرآن عزیز نے یہ بھی بتلایا ہے کہ میں ہزل یا لغو اور فضول و بیہودہ کلام نہیں ہوں۔ میرا فیصلہ اٹل، حکم غالب اور قول فیصل ہے۔ إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ، وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ۔
میرے تمام معانی و مطالب واضح، جلی، بدیہی اور محکم و مستحکم ہیں۔
كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ
كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ
اور میرا مطلب بدون روایات کے ملائے سمجھ میں آتا اور آسکتا ہے۔ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ

میں اپنے معانی و مطالب کے فہم کے لئے کسی خارجی ضمیمہ کا جا ہے وہ روایات و قصص
ہوں یا بداہت و عقل محتاج نہیں۔ اِنَّا جَعَلْنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ۳/۴۳
میں ایک یقینی چیز ہوں۔ مری حجت واضح۔ دلیل قوی اور برہان یقینی ہے۔
مرے مضامین سطحی، مفاہیم سرسری اور مقاصد معمولی نہیں ہیں۔ مری عبارت، مرا کلام
ور میرا بیان فصاحت و بلاغت میں اعجاز کی آخری حد اور انتہائی منزل پر ہے۔

تفسیر القرآن بالقرآن | جب قرآن مجید اپنے دعوے کے مطابق اپنے معانی و مطالب کے اظہار میں کسی
خارجی ضمیمہ کا محتاج نہ ہوا۔ اور اس کے معنی و مفہوم بدون کسی دوسری چیز کے ملائے خود واضح
ظاہر ہیں۔ اس لئے قرآن کریم کے سمجھنے اور اس کی تشریح و ترجمہ اور تاویل و تفسیر کے لئے سب
سے پہلے قرآن کریم ہی کو دیکھنا چاہیے۔

قرآن کے اجمال کی تفصیل خود قرآن ہی کے اندر موجود ہے۔ اگر ایک جگہ ایک بات قرآن پاک
میں مجمل و مبہم اور غیر واضح ہے تو دوسری جگہ اس کی تفصیل و تشریح موجود ہے۔ اور بسط و
وضاحت سے بیان کردی گئی۔

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ
عَلٰى عِلْمٍ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ
(الانعام) وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ (الانعام) وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (الانعام)
قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (الانعام) قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ (الانعام)
قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ (الانعام) وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ
(الاعراف) وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (براءة) يفصل الايات لقوم يعلمون (یونس)
كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ (یونس) وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا
(الانعام) وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (الانعام)
وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا (بنی اسرائیل)

لہذا قرآن مجید کی ایک آیت کے معنے کے لئے قرآن مجید کی تمام آیات کو ٹٹولا جائے. ایک آیت کے معنی کی تائید و تصدیق دوسری آیت سے ہو جائے اور خود قرآن مجید سے اس معنی کے شواہد و توابع مل جائیں تو وہ معنی اور تفسیر صحیح قابل قبول اور لائق استناد ہوگی. اور اسی پر عمل کرنا بھی واجب ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جمع الفوائد صفحہ ۳۶ ج ۱ میں روایت ہے إن القرآن یصدق بعضہ بعضاً فلا تکذبوا بعضہ بعضا۔ حاصل مطلب یہ کہ قرآن پاک کا ایک ایک حرف ایک دوسرے کا مصدق و مؤید ہے ایسی صورت اختیار نہ کرو کہ جس سے قرآن کی تکذیب خود قرآن سے لازم آئے. اور یہ بات اسی وقت ہو سکتی کہ خود قرآن سے اس کی مراد پوچھیں اور آیت قرآنی کا بیان آیت قرآنی سے حاصل کریں باتفاق و اجماع امت تفسیر مستند اور صحیح تفسیر کا سب سے پہلا اصول یہی ہے کہ قرآن کے سمجھنے اور اس کی تشریح و تاویل کے لئے سب سے پہلے قرآن مجید کا تتبع و تفحص کیا جائے اس کی ورق گردانی اور سطر شماری کی جائے اور خود خدا کے کلام سے کلام خدا کا مطلب سمجھنے کی سعی بلیغ کی جائے۔

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ (النساء)

غرضکہ قرآن پاک کے اجمال کی تفصیل، ایجاز کا بسط، ابہام کی توضیح، اطلاق کی تقیید عموم کی تخصیص خود قرآن کی آیات و نصوص یعنی اس کی عبارت، اشارت، دلالت اور اقتضا سے طلب کرنی چاہئے۔

(باقی آئندہ)